JOURNAL OF ISLAMIC THEOLOGY
Volume 3, Issue 1(Jan - June)
ISSN E: 2709-5398 ISSN P: 2709 – 538X

Issue Link: http://www.j-islamictheology.pk/index.php/jit/issue/view/9
Article URL http://www.j-islamictheology.pk/index.php/jit/article/view/105
Article DOI: https://doi.org/10.51603/thejournalofislamictheology.v3i1.105

Title: An Analytical Study of the Scientific Interpretations of Sultan Bashir Mahmud and Zaghloul Al-Najjār in Comparing the Human Heart to Stone in the Holy Qurān)

Author (s):

Muhammad Saqib and
Dr.Rab Nawaz

Received on: 13 April, 2020
Accepted on: 10 May, 2021
Published on: 30 July, 2021

Citation:

Muhammad Saqib and Dr.Rab Nawaz
"An Analytical Study of the Scientific Interpretations of Sultan Bashir Mahmud and Zaghloul Al-Najjar in Comparing the Human Heart to Stone in the Holy Quran"
JIT:03 No 1(2021) 34-45

Publisher: Al-Hassan Research Center Peshawar Private Limited

Click here for more

قرآن کریم میں انسانی دل کو پتھر سے تشبیہ دینے پر مبنی سلطان بشیر محمود اور زغلول النجار کی سائنسی تاویلات کا تجزیاتی مطالعہ

(An Analytical Study of the Scientific Interpretations of Sultan Bashir Mahmud and Zaghloul Al-Najjar in Comparing the Human Heart to Stone in the Holy Quran)

*محمد ثاقب

**ڈاکٹر رب نواز

Abstract

The Holy Qurān is the book of guidance for mankind till the Day of Resurrection. Therefore, some interpreters (*Mufassirūn*) of Qurān interpreted the Holy Qurān according to the existing knowledge of that time. As a result of the scientific and industrial revolution of the last century, some scholars have proved the scientific miracle of the Holy Qurān from these verses which are consistent with modern scientific research and theories. An example of such attempts is that of the renowned nuclear scientist Sultan Bashir Mehmood of Pakistan and Egypt's leading scientific Interpreter (Mufassir), Dr. Zaghūl al-Naajār, who's geological Exegesis, aims to examine Qurānic verses related to comparison the human heart to stone. Both these interpreters have further explained meaning of the Qurānic words/verses in the light of scientific research, especially in the light of geology. Both of them prove the miraculous description of the Holy Qurān regarding stone and human heart in their own ways. The given article analyses the interpretation and scientific exegesis of these two scholars which will be beneficial for those interested in the exegesis of Quran.

Key Words: Analytical Study, Exegesis, Sultan Bashir Mahmood, Zaghlool Al-Najjār, Human Heart, Stone.

*پی ایچ ڈی سکالر، ہائیٹیک یونیورسٹی، ٹیکسلا / سبجیکٹ سپیشلسٹ اسلامیات GHSS ٹھنڈ کوئی صوابی (KPK)۔

**اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیات، ہائیٹیک یونیورسٹی، ٹیکسلا

تعارف (Introduction)

گزشتہ اور رواں صدی عیسوی میں سائنسی تفسیر کے بڑھتے ہوئے رجحان کی وجہ سے بعض اہل علم نے آیات کونیہ کی سائنسی تاویلات بیان کی ہیں۔ جیسا کہ مصر سے تعلق رکھنے والے معروف سائنسی مفسر زغلول النجار[1] نے منتخب آیات کونیہ پر چار جلدوں میں سائنسی تفسیر لکھی۔ ہمارے ملک پاکستان سے تعلق رکھنے والے معروف سکالر سلطان بشیر محمود[2] نے بھی قرآن کریم کی بعض سورتوں کی سائنسی تفسیر لکھنے کا اہتمام کیا۔ دونوں سائنسی مفسرین کی تفاسیر میں قرآن کریم کا کئی جدید سائنسی موضوعات کے ساتھ ربط کا مطالعہ کرنے کو ملتا ہے۔ قرآن کریم میں ایک مقام پر انسانی دل کی سختی کا پتھر کے ساتھ تشبیہ دینے کا ذکر ملتا ہے۔ اس آرٹیکل میں کوشش کی جائے گی کہ اس تشبیہ کی سائنسی توضیحات پر مبنی دونوں سائنسی مفسرین کی آراء کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے۔ یہ موضوع علم ارضیات (Geology) سے بھی تعلق رکھتا ہے اور اس سلسلے میں کافی سائنسی تحقیقات سامنے آچکی ہیں۔ اس آرٹیکل کے مبحث اول میں قرآنی کلمات قسوۃ، فجر، ھبط اور الشق کا لغوی مفہوم، مبحث دوم میں جمہور مفسرین کے نزدیک سورہ بقرہ آیت 74 آیت کا مفہوم، مبحث سوم میں زغلول النجار اور چہارم میں سلطان بشیر محمود کی سائنسی تاویلات ذکر کی جائیں گی۔ پانچویں مبحث سائنسی تاویلات کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے گا۔ تجزیاتی مطالعہ میں زغلول النجار اور سلطان بشیر محمود کا اس موضوع پر مبنی سائنسی تاویلات کے دوران جمع الآیات کے اہتمام، احادیث و مفسرین اور عربی لغت سے استدلال، دونوں سائنسی مفسرین کی تاویلات میں فرق و مماثلت، زیر بحث تاویل پر معاصر ماہرین قرآن و سائنس کے آراء اور مقصد نزول قرآن سے مطابقت و عدم مطابقت کا جائزہ لیا جائے گا۔

قسوۃ، فجر، ھبط، اور الشق کا لغوی مفہوم:

امام راغب فرماتے ہیں ''کھقسوۃ'' سے مراد سنگ دلی ہے۔ عربی میں سخت پتھر کے لئے حجر قاس بولا جاتا ہے۔ مقاساۃ کا لفظ سختی جھیلنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔[3] فجر کا معنٰی ہے کسی چیز کو وسیع پیمانے پر پھاڑنا جبکہ فجور جب فجر سے ہو نافرمانی کو کہا جاتا ہے اس کا جمع فجار اور فجرۃ ہے۔[4] ھبوطے اختیار نیچا اترنے کو کہا جاتا ہے مثلاً پتھر کا بلندی سے گرنا۔[5] خلیل فراہیدی کے مطابق کسی بھی چیز میں سختی کو قسوۃ کہا جاتا ہے لیلۃ قاسیۃ سے سخت اندھیرے والی رات مراد ہے[6]. آپ فجر سے صبح کی روشنی مراد لیتے ہیں۔ مفجر پانی نکلنے کی جگہ کو کہا جاتا ہے[7]. '' کسی چیز کے اوپر سے نیچے گرنے کو ھبط' کہا جاتا ہے۔ جو قوم عروج سے زوال کی طرف گئی ہو اس کے لئے بھی ھبط کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ یہ بلندی کی ضد ہے[8]. ابن منظور نے بھی قسوۃ کا معنٰی سختی بیان کیا ہے۔ آپ کے نزدیک ارض قاسیہ سے مراد سخت زمین ہے جہاں کوئی چیز نہ اگتی ہو[9]. فجر سے آپ صبح کی روشنی مراد لیتے ہیں۔

مفجرۃ اور فجرۃ (فاء کے ضمہ کے ساتھ) سے وہ جگہ مراد ہے جہاں سے پانی کے چشمے نکلتے ہیں۔[10] آپ کے نزدیک ھبوط صعود کی نقیض ہے بمعنی چڑھائی۔ یہ لفظ کسی چیز کا اوپر سے گرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔[11] امام راغب فرماتے ہیں کہ الشق شگاف کو کہا جاتا ہے۔ یہ لفظ کسی چیز کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کے لئے بولا جاتا ہے۔[12] محمد بن ابو بکر الرازی کہتے ہیں کہ شق باب رد (بتشدید الدال) سے ہے اور یہ پھاڑنے اور پھٹ جانے کے معنی میں آتا ہے۔ شق الشیء فانشق یعنی اس نے چیز کو پھاڑا وہ پھٹ گئی۔ آپ فرماتے ہیں کہ در شقیقہ نصف سر اور چہرے میں ہوتی ہے۔[13] مولانا وحید الزمان کیرانوی نے بھی پھٹ جانے اور دراڑ ڈالنے کا معنٰی بیان کیا ہے۔[14]

جمہور مفسرین کے نزدیک (قسوۃ الاحجارۃ) کا مفہوم

مفسر ابن جریر روایت نقل کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو مردہ زندہ کرنے کا معجزہ دکھایا تو ان کے دل اور بھی سخت ہو گئے۔ بعض پتھر کی طرح اور بعض پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے۔[15] ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو بنی اسرائیل جیسا سنگ دل ہونے سے منع فرمایا ہے۔[16] امام رازی پتھر سے نہر جاری ہونے سے متعلق اس دور کے فلاسفہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ نہریں ان بخارات سے بنتی ہیں جو زمین کے اندر جمع ہوتے ہیں اگر ظاہر ارض نرم ہو تو وہ ان بخارات کی وجہ سے پھٹ جاتی ہے۔ اگر سخت پتھریلی زمین ہو تو وہ بخارات جمع ہوتے رہتے ہیں اور مسلسل بڑھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ ان کی کثرت اور طویل مدت کی وجہ سے زمین پھٹ جاتی ہے۔ اس پانی سے نالے اور نہریں بن کر جاری ہو جاتی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کہ پتھر زلزلوں کے نتیجے میں گرتے ہیں اور اس کا اصل مقصد اللہ کے بندوں میں خوف الٰہی پیدا کرنا ہے۔[17] احمد مصطفیٰ المراغی نے اس آیت میں دل کی سختی کو پتھر سے تشبیہ کا سبب یہ بتایا ہے کہ پتھر گرم کرنے سے نہیں پگھلتا جبکہ لوہا گرم کرنے سے نرم ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے پتھر سے تشبیہ دی۔[18] اب ذیل کے سطور میں زغلول النجار اور زغلول النجار کا پتھر سے متعلق سائنسی تاویلات کو ذکر کیا جاتا ہے

آیت سے متعلق النجار کی سائنسی تاویلات

اس مبحث میں زغلول النجار اور سلطان بشیر محمود کا انسانی دل کا پتھر کے ساتھ تشبیہ پر مبنی آیت کی سائنسی تاویلات بیان کئے گئے ہیں۔ آیت کا تعارف درج ذیل ہے: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾[19]

ترجمہ: پھر اس کے بعد بھی تمہارے دل سخت ہو گئے، جیسے کہ وہ پتھر کے تھے، بلکہ سختی میں ان سے بھی بڑھے ہوئے، اور بے شک پتھروں میں سے تو کوئی ایسے بھی ہیں جن سے نہریں پھوٹ پڑتی ہیں، اور کوئی ان میں ایسا بھی ہے کہ پھٹ پڑتا ہے، اور نکلتا ہے اس میں سے پانی اور کوئی ان میں سے ایسا بھی ہے کہ گر پڑتا ہے، اللہ کے خوف سے۔ اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ اس سے غافل نہیں۔[20]

زغلول النجار نے سورہ بقرہ کی آیت 74 میں پتھر کی سختی پر علم ارضیات (Geology) کی روشنی میں مفصل بحث کا اہتمام کیا ہے اور اس کی سختی کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ اول مادی سختی جو پتھر میں پائی جاتی ہے اور دوم معنوی سختی جو دلوں میں پائی جاتی ہے۔ آپ نے دونوں سختیوں کا آپس میں موازنہ کیا ہے اور بنی اسرائیل میں فاسق و نافرمان کی قلبی سختی کو پتھر میں پائی جانے والی قدرتی سختی سے زیادہ سخت ہونے پر مدلل بحث کی ہے۔ مفسر نے اسی آیت میں پتھر کی سختی، دباؤ، خصوصیات اور اس کے مختلف اقسام پر علم ارضیات کی روشنی میں تفصیل بیان کی ہے۔ آپ نے زمین کے اندر موجود پانی کے ذخیرہ پر بھی سائنسی معلومات فراہم کی ہیں۔ آخر میں آپ نے قرآن کریم کے سائنسی اعجاز کو ثابت کیا ہے۔

زغلول النجار فرماتے ہیں کہ پتھر میں اہم میکانکی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ پتھر کی ساخت پر منحصر ہوتا ہے کہ وہ کون سی خصوصیات کی حامل ہے؟ ان خصوصیات میں پتھر کی کیمیائی، معدنی ساخت اور زمین کے اندر اس پر گزرنے والے سابقہ احوال کا عمل دخل ہوتا ہے۔ پتھر پر وقتاً فوقتاً آنے والی تبدیلیاں اس کی شدت پر اثرانداز ہوتی ہیں۔ پتھر کے اوپر واقع اوزان یا اس کے اندر کھدائی، کان کنی وغیرہ کی صورت میں اس کی قوت وضعف کا پتہ چلتا ہے۔ زمین کے اندر جاری عملیات کے نتیجے میں بھی پتھر کو مختلف قسم کے حالات کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ پتھر پر خارجی اور داخلی دباؤ کے سبب تبدیلی آتی ہے۔ پتھر کی نوعیت کے مطابق تبدیلی کے رفتار میں فرق آتا رہتا ہے۔ اسی طرح کوئی پتھر قوت کے باعث دباؤ جلد قبول نہیں کرتا اور بعض پتھر کمزور قسم کے ہوتے ہیں۔ دباؤ کے نتیجے میں جلد ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے زغلول النجار نے پتھروں کی تین طرح تقسیم کی ہے:

1) ایسے پتھر جو کم دباؤ برداشت کرتے ہیں۔
2) ایسے پتھر جو متوسط دباؤ برداشت کرتے ہیں۔
3) ایسے پتھر جو سخت دباؤ برداشت کرتے ہیں۔[21]

آپ فرماتے ہیں کہ زمین کے اندر مختلف عوامل کے وقوع پذیر ہونے سے پہاڑوں، چٹانوں اور ٹیلوں وغیرہ میں کٹاؤ کا عمل شروع ہو جاتا ہے اور زمین کے اندر واقع پانی کے ذخیرہ سے نہروں، ندی اور چشموں کی صورت میں پانی نکلتا ہے۔ زغلول النجار فرماتے ہیں کہ سالانہ زمین پر 380000 مکعب کلو میٹر بارش کا پانی اترتا ہے۔ جو اصل

میں سمندر، خشکی پر واقع آبی ذخائر، انسان، حیوان اور نباتات سے خارج ہونے والے بخارات کا نتیجہ ہوتا ہے۔ بارش کا یہ پانی مٹی، زمین کے اندر پائی جانے والے مساموں، پتھروں اور چٹانوں میں پانی داخل ہونے کے لئے قدرتی راستوں کے ذریعے سطح زمین سے نیچے جاتی ہے۔ زمین بارش کا پانی جذب کرتی ہے اور زمین کے اندر آبی ذخیرہ تک پہنچ جاتی ہے۔ یہی پانی ایک بار پھر دباؤ کے نتیجے میں ابھر کر سطح زمین پر کنوؤں، چشموں، تالابوں، بحیروں اور رطوبت کی شکل میں نمودار ہو جاتا ہے۔ سطح زمین کے خدوخال میں ترچھاپن جتنا کم ہو تو وہاں بارش کا پانی زیادہ ٹھہرتا ہے اور جمع شدہ پانی سے مٹی اور پتھر سیر اب ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر زمین کے خدوخال میں ترچھاپن زیادہ ہو تو وہاں سیر ابی کے مواقع کم ملتے ہیں۔ سطح زمین کے نیچے پانی کی داخلی نقل و حرکت اس کے اوپر واقع پانی کی مقدار کے مطابق جاری رہتی ہے۔ پانی کے آس پاس چٹانوں کے دباؤ کے باعث بھی پانی متحرک رہتا ہے۔ اس تحریک کے نتیجے میں پانی اوپر کی طرف نکلتا ہے۔ دریا سیر اب ہو جاتے ہیں۔ چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔

زغلول النجار مختلف چٹانوں میں پانی کے نقل و حرکت سے متعلق فرماتے ہیں کہ تمام چٹانوں میں پانی جذب کرنے کی صلاحیت ایک جیسی نہیں ہوتی۔ کچھ چٹان متوسط مساموں کے ہوتے ہیں جن میں سطح زمین کے اندر آبی ذخیرہ کا پانی انتہائی سست رفتاری سے حرکت کرتا ہے۔ ایک دن میں آدھا یا ڈیڑھ سینٹی میٹر پانی حرکت کرتا ہے۔ اعلیٰ مساموں کے حامل چٹانوں میں فی یوم پانی کے بہاؤ کا رفتار 100 میٹر ہے۔ قلمی ساخت کے چٹان (Crystalized Rocks) میں پانی کا حرکت نہ ہونے کے برابر ہے۔ سالانہ ایک ملی میٹر سے بھی کم حرکت کرتی ہے۔ یعنی سینٹی میٹر کے دسیوں حصوں سے بھی کم حرکت ہوتی ہے۔ جبکہ سطح زمین پر بہنے والی پانی کی رفتار دو میٹر فی سیکنڈ ہوتی ہے جو کہ سطح زمین پر حرکت کی کم رفتار ہے۔ مفسر زغلول النجار فرماتے ہیں کہ پانی کی سطح زمین کے نیچے آہستہ حرکت میں اللہ تعالیٰ کی حکمت پوشیدہ ہے اور وہ یہ کہ یہ ذخیرہ شدہ پانی کسی علاقے کی زمین میں ایک طویل عرصے تک محفوظ رہتا ہے۔ یہ عرصہ ہزاروں سال پر مبنی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے موسلادھار بارشوں کے دوران یہ آبی ذخیرہ محفوظ فرمایا۔ جبکہ اس خطے کے باشندوں کے لئے سطح زمین پر پانی کے دوسرے ذرائع سے فائدہ لے رہے تھے۔ جب اس علاقے میں آب وہوا تبدیل ہو گئی اور بارش بھی کم ہونے لگا تو یہی آبی ذخیرہ مخلوق خدا کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مختلف دباؤ کے نتیجے میں سطح زمین تک پہنچا یہ اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت اور عظیم حسن تدبیر پر دلالت کرتا ہے۔ اس بحث میں زغلول النجار فرماتے ہیں کہ گارا نما پتھر کی شکل اس کے اندر پانی کی مقدار کے مطابق بدلتی رہتی ہے۔ اس لئے کہ یہ مٹی ملے ہوئے چٹانوں سے مائع میں تبدیل ہو کر آتا ہے۔ پتھر میں خارجی اشیاء کا ملاپ اس کی خصوصیات میں

فرق دلاتا ہے۔ کبھی یہ پانی ڈھلوانوں کے اوپر ٹھہر جاتا ہے اور کبھی اس سے نیچے گرتا ہے۔ اگر پتھر کے باریک مسام کھلے اور زیادہ ہوں تو پانی زیادہ جذب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ پانی کا زیادہ انجذاب پتھر کے حجم اور اس کی شکل تبدیل کرنے کا سبب بنتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے پتھر میں پانی نہ رہے تو وہ سکڑ جائے گا۔ اس کے حجم میں کمی آئے گی۔ پتھر کا پھٹ جانا اور سکڑنا ایک ساتھ جاری رہنے والا عمل ہے۔ زغلول النجار فرماتے ہیں کہ جب پتھر پھٹ کر چشموں کی صورت میں بہتے ہیں تو اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا﴾[22]

ترجمہ: اس کی پاکی تو ساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں جو ان میں ہیں سب اُس کی تسبیح کرتے ہیں۔ کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو، مگر تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ہی بردبار اور درگزر کرنے والا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ سائنسی و نفسیاتی اعجاز کے پہلو واضح کرتی ہے۔ اس آیت میں قدیم و جدید یہودیوں کے نفسیاتی امراض بیان کئے گئے ہیں اور ان کے دلوں کی سختی کو پتھر سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ان کے ظالمانہ و مجرمانہ رویے کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ سخت سے سخت پتھر سے بھی نرمی کی حالت میں نہریں بہہ جانے لگتی ہیں۔ مفسر نے پتھروں پر داخلی و خارجی دباؤ کا تفصیل سے ذکر کیا جس کے نتیجے میں چشمے، نہریں اور تالاب وغیرہ بن جاتے ہیں۔ یہ پتھر اللہ تعالیٰ کی خوف سے تسبیح کرتے ہوئے گر جاتے ہیں۔ آخر میں آپ فرماتے ہیں کہ نئے و پرانے یہودیوں میں سے جو شریر جماعت ہے ان کے دل کفر و الحاد سے بھرے ہوئے ہیں۔ وہ دین میں تحریف کرتے ہیں۔ ان کے دل ہمیشہ کے لئے سخت رہیں گے۔ کبھی نرم نہیں ہوں گے۔[23]

آیت سے متعلق سلطان بشیر محمود کی سائنسی تاویلات

سلطان بشیر محمود اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ سائنس نے ابھی قلب کو صحیح نہیں سمجھا۔ سائنس دماغ اور ذہن میں فرق نہیں کر سکتا۔ جین کی دریافت کے بعد ہر جرثومہ بذات خود انسان کی شخصیت کا ڈیزائن ہے جس میں ایسے ہی بند ہے جس طرح بیج کے اندر مکمل درخت چھپا ہوتا ہے۔ پتھر کے حوالے سے آپ کی سائنسی تاویل یہ ہے کہ ان کا اللہ تعالیٰ کی خوف سے نیچے گرنے کا سبب انہیں اللہ تعالیٰ کی ہستی کا شعور ہے۔ جمادات میں اپنے رب کے پہچاننے کا علم ہوتا ہے۔ سائنسی لحاظ سے ثابت ہوا ہے کہ بالفرض دو ذرات بھی کروڑوں میل فاصلے پر رکھے جائیں تو وہ ایک دوسرے کو یاد رکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ نیز اسے یہ بھی پتہ ہوتا ہے کہ ان کا دوست ذرہ اس وقت کس حالت میں ہے؟ اس کو نیم ایٹمی ذرات کی یاداشت کا نظریہ (Sub Atom Particles) کہا

جاتا ہے۔ یہ نظریہ 1935ء میں پیش کیا گیا تھا اور 1965ء میں پیرس یونیورسٹی میں آلین آسپیکٹ(Alain Aspect)نے ثابت بھی کیا کہ دو ذرات میں فاصلاتی دوری کے باوجود تعلق ہوتا ہے۔ یہ ذرات مل کر دوبارہ زندہ جسم کی صورت میں بن سکتے ہیں۔ دنیا کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے۔ جن میں جمادات سمیت کائنات کی ہر چیز شامل ہے۔ آپ کے مؤقف کا خلاصہ یہی ہے کہ پتھر اگرچہ جمادات میں شمار ہوتا ہے لیکن اپنے خالق کے شعور کے باعث اس سے ڈرتا ہے اور اس کے حکم کی تعمیل میں اپنی جگہ سے گر جاتا ہے۔[24]

سلطان بشیر محمود زیر بحث آیت کی تفسیر میں ایٹمی یادداشت کا نظریہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے کاش انسان بھی ایسا کرتا۔ اس پر درج ذیل آیت سے استدلال کرتے ہیں:

﴿يُسَبِّحُ لَه مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾[25] ترجمہ: ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اس کی تسبیح کر رہی ہے۔

تجزیاتی مطالعہ

آیت کریمہ کی تشریح میں النجار اور سلطان بشیر محمود نے انسانی قلب کی ماہیت کے موضوع پر مبنی سائنسی تاویلات میں جمع الآیات کی کوشش کی ہے جس میں، احادیث، مفسرین کے اقوال اور عربی لغت سے استدلال کیا ہے، دونوں مفسرین کی تاویلات میں فرق و مماثلت، زیر بحث تاویل پر معاصر ماہرین قرآن و سائنسی آراء کا نزول قرآن کے مقصد سے مطابقت و عدم مطابقت کا جائزہ لیا جائے گا۔

جمع الآیات کے اہتمام کا جائزہ

زیر بحث سائنسی تاویل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں مفسرین نے اپنی تاویلات میں موقع محل کے اعتبار سے ایک ایک قرآنی آیت سے استدلال کیا ہے۔

احادیث مبارکہ اور مفسرین کے اقوال سے استفادہ کا جائزہ

سلطان بشیر محمود نے زیر بحث آیت کی تاویل میں انسانی دل کی سختی پر حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے استدلال کیا ہے 26 جس کا مفہوم یہ ہے گناہ سے بندے کے دل ایک نکتہ پڑ جاتا ہے حدیث کا متن درج ذیل ہے :

" إن المؤمن إذا أذنب كانت نكتة سوداء في قلبه ، فإن تاب واستغفر صقل قلبه ، وإن زاد زادت حتى تعلو قلبه ، فذلكم الران الذي ذكر الله تعالى :كلا بل ران على قلوبهم ما كانوا يكسبون"[27]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی مومن

گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے پھر اگر وہ اس گناہ سے توبہ کر لیتا ہے اور استغفار کرتا ہے تو اس کا دل (اس نقطہ سیاہ سے) صاف کر دیا جاتا ہے اور اگر زیادہ گناہ کرتا ہے تو وہ سیاہ نقطہ بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل پر چھا جاتا ہے پس یہی ران (یعنی زنگ) ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ "یوں ہر گز نہیں بلکہ ان کے دلوں پر یہ اس چیز کا زنگ ہے جو وہ کرتے تھے۔

انسانی دل کے حوالے سے زغلول النجار نے سورہ بقرہ کی آیت 74 یا سورہ احزاب کی آیت 4 میں کسی حدیث سے استدلال نہیں کیا۔ تاہم آپ نے مشہور مفسر سید قطب شہید کے ایک قول سے استفادہ کیا ہے کہ انسان کا صرف ایک ہی دل ہوتا ہے۔ نیز زغلول النجار نے سورہ بقرہ کی آیت 74 میں قلوب سے یہودیوں کے دل مراد لیے ہیں جس کا تذکرہ تفاسیر میں موجود ہے۔[28]

عربی لغت سے استدلال کا جائزہ

زغلول النجار اور سلطان بشیر محمود دونوں مفسرین میں سے کسی نے بھی زیر بحث آیت کی سائنسی تاویل میں کسی کلمہ کا لغوی مفہوم بیان نہیں کیا۔

دونوں مفسرین کی آراء میں فرق و مماثلت کا جائزہ

زیر بحث آیت کی سائنسی تاویل میں سلطان بشیر محمود نے قلب کی ماہیت پر بحث کی ہے کہ دل جین کی شعوری کیفیت کا نام ہے اور یہ ہارمونز کا جنرل ہیڈ کوارٹر (GHQ) ہے۔ سارے جسم کی خبریں دماغ سے ہوتی ہوئی قلب میں آتی ہیں۔ آپ نے سورہ بقرہ کی آیت ﴿قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا---الخ﴾[29] میں بھی انسانی دل کی ماہیت پر مزید وضاحت کی ہے۔ زغلول النجار نے اس آیت کی تاویل میں انسانی دل کے حوالے سے کوئی ذکر نہیں کیا تاہم آپ نے سورہ احزاب کی درج ذیل آیت میں انسانی دل کی ماہیت پر بحث کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ﴾[30] ترجمہ: اللہ نے کسی شخص کے دھڑ میں دو دل نہیں رکھے۔

زغلول النجار قلب کی ماہیت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ایک ایسا عضلاتی عضو ہے جو جسم کے مختلف اعضاء تک درکار دباؤ کے ساتھ خون پمپ کرتا ہے تاکہ جسم کو آکسیجن اور ضروری غذائی مواد ملے۔ اس کے بعد آپ انسانی دل کے 4 خانوں پر تفصیل سے بحث کرتے ہیں۔[31] آپ نے جدید طبّی تحقیقات کی روشنی میں بتایا ہے کہ انسان کے دو دل نہیں ہو سکتے۔[32] تاہم زغلول النجار قلب کی ماہیت پر مبنی سائنسی تاویل میں سورہ بقرہ کی آیات 74 اور 97 سے استفادہ نہیں کیا۔ صرف سورہ احزاب کی چوتھی آیت ہی کو منتخب کیا۔ جس کی وجہ باحث کے نزدیک یہ ہو سکتی ہے کہ سورہ بقرہ کی ان دو آیات کے مباحث کا پس منظر کچھ ایسا ہے جس میں آپ نے قلب کی ماہیت پر مبنی سائنسی تاویل بیان کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ کیونکہ قرآن کریم میں دیگر انسانی اعضاء مثلاً ناک، کان

اور آنکھ وغیرہ کے نام بھی آئے ہیں لیکن ہر جگہ ضروری نہیں کہ ہر ہر عضو کی سائنسی تشریح کی جائے۔ دونوں مفسرین کی تاویلات کے مطالعے سے انسانی قلب سے متعلقہ توضیحات میں فرق ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ ایک تو یہ کہ دونوں مفسرین الگ الگ آیات میں قلب پر سائنسی معلومات فراہم کر رہے ہیں دوسرا یہ کہ سورہ بقرہ کی آیت 74 میں مرکزی بحث انسانی دل کی سختی کا پتھر سے تشبیہ دینا ہے اور آیت 97 میں رسول اللہ ﷺ کے قلب مبارک پر قرآن کریم نازل ہونے کا تذکرہ ہے۔ اس لئے زغلول النجار نے وہاں پتھر کی سختی اس کی اقسام و خصوصیات بیان کر کے سائنسی اعجاز ثابت کرنے کی کوشش کی جبکہ سلطان بشیر محمود نے انسانی دل کی پتھر کے ساتھ تشبیہ کے اسباب یا علم ارضیات کی روشنی میں پتھر کی خصوصیات کے حوالے سے کوئی بحث نہیں کی۔ آپ نے انسانی دل کی وضاحت کے دوران سورہ احزاب کی آیت سے استدلال نہیں کیا جس میں انسانی دل کے حوالے سے ایک واضح حقیقت موجود ہے۔

زغلول النجار نے سورہ احزاب کی آیت میں جدید طبّی تحقیقات کی روشنی میں انسانی دل کی ماہیت اور دیگر تفصیلات اس لئے بیان کیں کہ آیت میں واضح طور پر انسانی دل کا موضوع بیان کیا جا رہا ہے۔ زیر بحث تاویلات میں زغلول النجار علم ارضیات کی روشنی میں جن سائنسی حقائق و نظریات کو ذکر کیا ہے ان میں زمین کے اندر آبی ذخیرے کا وجود، چٹانوں میں پانی جذب کرنے کی صلاحیت مختلف ہونا، پانی کا سطح زمین کے نیچے آہستہ آہستہ حرکت کرنا اور پتھر میں خارجی اشیاء کے ملاپ سے اس کی خصوصیات میں فرق آنا وغیرہ شامل ہیں۔ سلطان بشیر محمود نے نیم ایٹمی ذرات کی یاداشت کا نظریہ (Sub Atom Particles) بیان کیا ہے جس کے مطابق دو ذرات ایک دوسرے کو کروڑوں میل کی مسافت کے باوجود یاد رکھتے ہیں۔ آپ نے اس نظریہ سے اسلام کے اہم عقیدہ موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر استدلال کیا ہے کہ انسانی ذرات بھی ایک دوسرے کو یاد رکھنے کے سبب جمع ہو کر دوبارہ زندہ جسم بنائیں گے۔ زغلول النجار نے مذکورہ سائنسی حقائق سے قرآن کریم کے اعجاز کو ثابت کیا ہے۔ اس تاویل (البقرہ:74) میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے ان کے دلوں کی سختی اور نرمی کی حالت کو بیان کیا ہے۔ زغلول النجار نے اپنی تفسیر کے اول و آخر میں فرمایا ہے کہ شیطان صفت اور فاسق یہود کے دل کبھی نرم نہیں ہوں گے۔[33] اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نجار صاحب نام یہود کا تذکرہ نام لے کر کیا ہے۔ سلطان بشیر محمود نے آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا کہ سورہ بقرہ کی یہ آیت کافر اور منافق شخص کے نفسیات کا خوبصورت نقشہ پیش کرتی ہے۔[34] تاہم اصل مخاطبین یعنی یہود کا نام ذکر کرنے سے گریز کیا۔

معاصر سائنسی تاویلات سے مطابقت وعدم مطابقت کا جائزہ

انجینئر شفیع حیدر صدیقی بیان کرتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لطیف ارضیاتی نکتے بیان کئے ہیں جو جیالوجسٹ اور ہائیڈرولوجسٹ کے لئے علم و معرفت کا ذریعہ ہیں۔آپ سورہ فاطر آیت 27 کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ معدنیات اور پتھروں میں تحقیق سے متعلق یہ آیت نہایت اہمیت کی حامل ہے۔کہ پتھروں میں خوف خدا اور کسی قدر ادراک پایا جاتا ہے۔[35] ڈاکٹر شریف علی صادق ﴿وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ﴾ کی سائنسی تاویل میں فرماتے ہیں کہ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔پہلا معنی عام فہم ہے جو ماہر علم ارضیات کے علم کے ماہر کے علاوہ کو بھی مخاطب کرتا ہے کہ پانی پتھر کے درمیان یا اندر سے نکلتا ہے۔حرف منسے پانی کا مقام بتانا مقصود ہے۔دوسرا مفہوم صرف ماہر ارضیات ہی جان سکتا ہے۔وہ یہ ہے کہ حرف من کو یہاں چٹانوں کے اقسام ذکر کرنے کے لئے لایا گیا۔یعنی چٹانوں کی بہت سے اقسام میں سے صرف ایک قسم ایسا بھی ہے جس سے کافی مقدار میں تازہ پانی جاری ہوتا ہے الدائم الکحیل نے زیر بحث آیت کی کوئی سائنسی تاویل نہیں کی بلکہ آپ نے فرمایا کہ قسوت قلبی اور موت سے دوری کی خواہش یہودیوں کی ایک تاریخی صفت چلی آرہی ہے۔[36]

خلاصہ یہ کہ زیر بحث آیت کی سائنسی تاویل میں معاصر ماہرین قرآن و سائنس کے نزدیک موضوع بحث کے تعین اور اس کی تفصیل میں اختلاف دیکھنے کو ملتا ہے۔

مقصد نزول قرآن کے ساتھ ربط کا جائزہ

زیر بحث آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے دلوں کو پتھر سے مشابہ بیان فرمایا۔اللہ تعالیٰ نے پتھروں کی نرمی اور خشیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ نافرمان انسان کا دل پتھر سے بھی سخت ہے۔اس سختی کو نرمی میں تبدیل کرنا اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ہی اس آیت کا اصل مقصد ہے تاکہ اہل کتاب کے ساتھ مشابہت نہ آئے ۔اسی مقصد کے تحت پتھر کی مختلف کیفیات پر زغلول النجار نے جدید علم ارضیات کی روشنی میں تاویلات بیان کی ہیں۔سلطان بشیر محمود نے بھی اس آیت میں مرکزی بحث انسانی دل کی سختی کو بنایا اور دل کی سختی کو پتھر کے ساتھ تشبیہ دی گئی تاہم پتھر کو جمادات میں سے ہونے کے باوجود ایک گونہ شعور حاصل ہے جس سے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے پر سائنسی نکتہ نظریہ سے استدلال کیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے جمادات کی طرح انسان کو بھی میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس کرنی چاہیئے ۔اس بحث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سائنسی مفسرین جدید سائنسی علوم میں وسعت کے سبب ایک ہی آیت کی مختلف تاویل کر کے مختلف اخذ کر سکتے ہیں۔

نتائج بحث

زغلول النجار کی تفسیر میں موقع و محل زیر بحث آیت کونیہ کی بھرپور سائنسی توضیحات ملتی ہیں۔آیت کا وہ مفہوم دل میں اتر جاتا ہے جو زیادہ تر جدید سائنسی تحقیق کے نتیجے میں حاصل ہوتا ہے۔پتھر میں پائے جانی والی سختی و نرمی اور اس کی نئی دریافت شدہ کیفیات و خصوصیات سے انسان تجرباتی طور پر لاعلم تھا۔اسی طرح اس نے پہاڑوں کا زمین کے استحکام و توازن کے اسباب کا کھوج نہیں لگایا تھا۔زغلول النجار نے جدید علم ارضیات کی روشنی میں انسانی دل کی سختی کا پتھر کی خصوصیات و اقسام کے ساتھ تشبیہ کو تفصیل کے ساتھ واضح کیا۔سلطان بشیر محمود کی تاویل میں اجمال پایا جاتا ہے۔آپ نے پتھر کے حوالے سے تاویل میں علم ارضیات سے استفادہ کی بجائے فزکس کے نظریہ ایٹمی یادداشت سے استدلال کیا جس کے تحت جمادات کو اللہ تعالیٰ کی ہستی کا معرفت حاصل ہے۔ان کے ذرات کروڑوں سال بعد بھی ایک دوسرے سے جوڑ کر اپنا جسم بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔اسی معرفت کی بدولت پتھر اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اپنی جگہ سے گرتا ہے۔اس تاویل سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ سائنس اللہ تعالیٰ کی معرفت کو ایٹمی یادداشت کا نام دیتی ہے۔سلطان بشیر محمود کی یہ تاویل اعتقادی قوت لے لحاظ سے بہترین ہے۔سلطان بشیر محمود نے اس آیت میں پتھر کی آخری قسم یعنی گرنے والے پتھر کی تاویل کی ہے اور پہلی دو اقسام کے حوالے سے کچھ ذکر نہیں کیا۔اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے اس آیت کے آخری جز کی تاویل کی ہے۔اس کے برعکس زغلول النجار پتھر کے تمام ان اقسام پر بحث کی ہے جو اس آیت میں بیان ہوئی ہیں ۔یہ بھی معلوم ہوا کہ سائنسی مفسرین ایک ہی آیت کی قریب یا بعید سائنسی تاویل بھی کر سکتے ہیں

References

[1] https://ketabpedia.comDated:14/05/2021 Time.09:28am
[2]https://www.abjjad.com/author/6801436/ /books Dated:14/05/2021 Time.09:29am
[3]Rāghib Aṣfahani Hussian Bin Muḥammad,Al Mufrdāt Fī Ghrā'ib Al Qurān,Islami Acadmy Lahor,Vol:2,Pg:291
[4]Abid, Vol:2,Pg:224
[5]Abid, Vol:2,Pg:585
[6]Frāhīdī Khalīl Bin Aḥmad,Kitāb Al 'ain ,Dār Al Kutub Al 'Ilmiya Beirūt,2003,Vol:3,Pg:390
[7]Abid, Vol:3,Pg:302
[8]Abid, Vol:4,Pg:286
[9]Ibn Manẓūr Muḥammad Bin Mukrram, Lisān Al 'Arab,Dār Ṣādir Beirut,Pg:3633
[10]Abid,Pg:3351
[11]Abid,Pg:4605
[12]Mufradāt Al Qurān,vol:1,Pg:575
[13]Rāzī Muḥammad bin Abū Bakar,Mukhtār Al Ṣiḥāḥ,Dār Al 'Ish't Karachi,2003,Pg:484
[14]Kīrānvī Waḥīd Al Zaman Qāsmī Lahor 'Idāra 'Islamiyat,2001,Pg:877

[15]Ṭabarī Muḥammad 'Ibn Jarīr,Jām' Al Bayān'An Tāvīl 'Āī Al Quran,Lil Ṭabā'a Wl Nashar Wl Tawzī' Qāhira,2001,Vol:2,Pg:130-132
[16]Ibn Kathīr 'Ismā'īl Bin 'Umar,Taeseer 'Ibn Kathīr,Maktaba 'Islākia Lahor,2009,Vol:1,Pg:130-132
[17]Aāzī Muḥammad Fakhar Al Dīn,Mafātīḥ Al Ghaib,Dār Al Fikar Beirut,1981,Vol:3,Pg:139
[18] Marāghī Aḥmḥad Muṣṭafa,Tafseer Al Marāghī Maktaba Muṣṭfā Al Bābī Al Ḥilbī Miṣr,1936,Vol1,Pg:140
[19]Al Baqara:74
[20]Kitāb Zindzgī,Pg:103
[21]Al Najār Ghalūl Rāghib Muḥammad,Tafseer Al Aāyāt Al Kawnīya Fī Al Qurān Maktaba Al Shrūq Al Dawlīya Qāhira,2007,Vol:1Pg:106
[22]Banī 'Isrā'īl:44
[23]Tafseer Al Aāyāt Al Kawnīya, Vol:1Pg:107-112
[24] Muḥmūd Sulṭān Bashīr, Kitab Zindgī,Al Quran Al Ḥakīm Research Foundation Aslam Abad,2017,Pg:104
[25]Al Ḥashar:24
[26]Kitab Zindgī,Pg:103
[27]Ibn Māja Muḥammad Bin Yazīd,Sunsn 'Ibn Māja,Dār Al Risāla Al 'Ālamīya,2009,Ḥadith No:4244,Vol:5,Pg:316
[28]Tafseer Al Aāyāt Al Kawnīya, Vo:3,Pg:83
[29]Al Baqara:97
[30]Al Ahzab: 4
[31] Tafseer Al Aāyāt Al Kawnīya, Vo:3, Pg:84
[32] Ibid: 86
[33]Tafseer Al Aāyāt Al Kawnīya, Vo:1,Pg:105-112
[34]Kitab Zindgī,Pg:103
[35]Ṣiddīqī Shafī' Ḥayder Dānish,Quran Karīm Kī Science Tawẓīḥ,Educational Press Pakistan Chock Lahor,2018,Pg:140
[36] http://www.kaheel7.com/ar/index.php/2012-12-04-18-31-08/1031-2013-03-18-20-02-41 Dated:23/01/2021 Time.10:11pm